جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، کردار واثرات

وسعت کا راز............تحدید کی تدبیر

مفتی رفیق احمد بالاکوٹی

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کو اللہ تعالیٰ نے من جملہ دیگر خصوصیات کے چار بنیادی خصوصیات اور امتیازات سے نوازا ہے: پہلی خصوصیت و امتیاز ''مقبولیت و مرجعیت'' ہے، جو حضرت بانیٔ جامعہ اور ان کے رب کریم کے درمیان اخلاص تام ومناجات خاصہ کا نتیجہ ہے۔

دوسری خصوصیت: جو پہلی خصوصیت ہی کا ثمرہ ہے، وہ یہ ہے کہ امت کی نفع رسانی اور فیض فراہمی میں اس ادارے کو اللہ تعالیٰ نے ملک کے چپے چپے سے لے کر عالمِ انسانیت کے اطراف و اکناف تک رسائی اور اثر ورسوخ سے نواز رکھا ہے۔ پاکستان کا کوئی علاقہ یا دنیا کا کوئی خطہ بنوری ٹاؤن کے علمی وروحانی فیض سے شاید ہی خالی ہو، وللّٰہ الحمد والمنة۔

تیسری خصوصیت: خدمتِ دین، احیاءِ دین اور ابقاءِ دین کے لئے مخلصانہ، والہانہ جذبات وافکار یہاں کے ہر فاضل اور طالب علم کو غیبی خزائن کے طور پر ودیعت ہو جاتے ہیں، جن کی تحریض وتحریک، بنوری ٹاؤن کے طالبِ علم اور فاضل کو دینِ اسلام کی خدمت میں مصروف رکھنے کے لئے کسی نہ کسی شعبہ سے وابستگی پر مجبور کر دیتی ہے، جس کا دنیوی صلہ اپنی مادرِ علمی کی طرح مقبولیت ومرجعیت کی شکل میں ملنے لگتا ہے اور بنوری ٹاؤن کے فاضل کا دینی کردار، دین کے ہر شعبہ میں امتیازی وقائدانہ قرار پاتا ہے، جس کا فطری ردِعمل یہ سامنے آتا ہے کہ دشمنانِ اسلام اور ہر شعبۂ زندگی سے وابستہ بے دین افراد بنوری ٹاؤن کو اپنا حریف ومقابل سمجھ کر اس کے بارے میں منفی فکر وعمل کا مظاہرہ کرتے ہیں اور جامعہ کو دور سے دیکھنے اور سننے والے سادہ لوح لوگ ایسے منفی افکار وکردار سے متاثر ہو کر غلط فہمی کا شکار بھی ہو جاتے ہیں۔

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی ایک چوتھی نمایاں، بے مثال خصوصیت جو مذکورہ تینوں خصوصیات کا مجموعہ، نتیجہ یا لازمہ ہے، وہ یہ ہے کہ بنوری ٹاؤن دنیا کے ان منفرد اداروں میں سے ایک

ادارہ ہے جہاں دنیا کے ہر ملک اور اپنے ملک کے ہر خطے اور ہر زبان کے طالب علم پڑھتے ہیں اور پڑھ چکے ہیں۔ مرکز (بنوری ٹاؤن) میں کراچی کی مقامی قوموں اور زبانوں والے جب کہ شاخوں میں کراچی سے باہر کی قوموں اور زبانوں والے طلبہ زیادہ ہیں۔ اس وقت مجموعی تعداد تقریباً ۱۲۰۰۰ ہے اور اس علاقائی ولسانی تنوع کے باوجود آج تک ہمارے علماء وطلبہ کے درمیان علاقائیت ولسانیت کی بنیاد پر پیش آنے والے کسی واقعہ کی ادنیٰ مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ یہ خصوصیت جامعہ کے علاوہ دیگر دینی مدارس میں بھی نمایاں طور پر موجود ہے جو خالص دینی تعلیم وتربیت کا نتیجہ ہے، بنوری ٹاؤن کو یہاں اپنے مدارس میں بھی ایک امتیاز حاصل ہے کہ یہاں ادارے کے اہتمام وانتظام کے اندر بھی علاقائی ولسانی شناخت کو دین ودیانت کے پاؤں تلے روندنے کی اعلیٰ مثال بھی ملتی ہے۔

چنانچہ جامعہ کے پہلے مہتمم وبانی محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نسلاً حسینی سید، آبائی وطن کے لحاظ سے ہندوستان کی ریاست پٹیالہ کے ایک قصبہ ''بنور'' سے تعلق رکھنے والے تھے، پھر آباء واجداد تجارتی اسفار میں آتے جاتے جلال آباد اور پشاور میں اقامت پذیر ہوئے، حضرت بنوریؒ نے علمی وعملی زندگی ڈابھیل (گجرات) یا پھر سندھ میں گزاری، اور یہیں سندھ (کراچی) میں مدفون ہوئے۔ ان کے سانحۂ ارتحال کے بعد ان کی مسندِ اہتمام پر حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمہ اللہ مسند نشین ہوئے، جو نسلاً پشتون اور وطناً صوبہ پنجاب کے ضلع اٹک سے تعلق رکھنے والے تھے۔ ان کے بعد بنوری ٹاؤن کے مسندِ اہتمام پر حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار دہلوی شہید رحمہ اللہ فائز ہوئے، جو ہندوستان سے قیامِ پاکستان کی تحریک میں شامل ہو کر ہجرت کر کے آنے والے پاکستانیوں میں شمار ہوتے تھے، اور پھر ان کی شہادت فاجعہ کے بعد مسندِ اہتمام جن کے سپرد ہوا، وہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب (زید مجدھم و طال بقائھم بالصحۃ والعافیۃ) ہیں، جن کا آبائی تعلق ہزارہ ڈویژن کے ضلع ایبٹ آباد سے ہے۔

جامعہ بنوری ٹاؤن کی یہ بے مثال خصوصیات جہاں خالص وقف دینی ادارہ ہونے کی دلیل ہیں، وہاں لسانیات وعلاقائیت زدہ ذہنیت کے لئے مختلف زبانوں اور قوموں پر مشتمل حسین گلدستہ کا مظہر بھی ہیں، جہاں ہر قوم اور زبان کے لوگ بلا امتیازِ ذات سجتے اور جچتے رہے ہیں، اور الحمد للہ! اب بھی جامعہ کے ہر شعبہ میں یہی مظہر ومنظر پیش ہو رہا ہے۔

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کی یہی وہ خصوصیات ہیں جو اعداءِ اسلام اور دشمنانِ وطن اور وحدتِ ملی کے ڈاکہ زنوں کو چبھتی ہیں اور وہ جامعہ کے بارے میں عدم برداشت کا شکار ہیں۔ ایک عرصہ سے مختلف حربوں کے ذریعہ بنوری ٹاؤن کے ''کردار واثرات'' کو کم کرنے کی ناکام

کوششیں ہورہی ہیں، کبھی جھوٹے پروپیگنڈے کیے جاتے ہیں، کبھی یہاں کے علماء وطلبہ کو آتے جاتے ہوئے جامِ شہادت تھما دیا جاتا ہے۔ لیکن دشمنانِ اسلام اور بنوری ٹاؤن کے حاسدین کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جامعہ الحمدللہ! خالص دینی تعلیمی ادارہ ہے، جو دینِ اسلام کی نشر واشاعت اور حفاظت کے خدائی منصب کا رکھوالا ہے، جس طرح اسلام کو مٹانے والے خود مٹ گئے اور نیست ونابود ہوگئے، اسی طرح اس مرکزِ دین کو ویران کرنے اور اس کے ''کردار واثرات'' کو محدود کرنے کی ناکام کوششیں کرنے والے بھی خود ہی مٹ جائیں گے، إن شاء اللّٰہ۔

دینِ اسلام اور اسلامی مراکز کے دشمنوں کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ بنوری ٹاؤن الحمدللہ! جس اخلاص وللّٰہیت کی بنیادوں پر قائم ہوا ہے، اس کا فیض قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ علمائے اسلام اور طلبۂ دین اسی اخلاص وللّٰہیت سے اپنا اپنا حصہ پاتے رہیں گے اور گلشنِ بنوری کی چہل پہل یوں ہی برقرار رہے گی۔ حضرت بنوری رحمہ اللہ کے علمی کارواں کے اخلاص وللّٰہیت میں خونِ شہیداں سے مزید جلا تو پیدا ہورہی ہے، مگر ہمارے عزم واستقلال کو کوئی گزند نہیں پہنچی۔

دشمنانِ اسلام کو نہیں بھولنا چاہئے کہ اسلامی تاریخ میں جس تحریک اور مشن کی آبیاری شہداء کے خون سے ہوئی ہے، وہ تحریک محدود یا ختم ہونے کی بجائے پہلے سے زیادہ جوش وجذبہ کے ساتھ اپنی منزل کی طرف بڑھتی رہی ہے، وقتی خونی رکاوٹیں مزید طوفانی انداز سے آگے بڑھنے کا ذریعہ ثابت ہوتی رہی ہیں۔

دینِ اسلام اور بنوری ٹاؤن کے نادان دشمن اگر یہ سمجھتے ہیں کہ بنوری ٹاؤن کے علما وطلبہ کو خون میں نہلا دینے سے شاید بنوری ٹاؤن کا دینی وتعلیمی کردار محدود ہوجائے گا یا خدانخواستہ ختم ہوجائے گا تو یہ ان نادان دشمنوں کی بڑی نادانی ہے۔ دنیا جانتی ہے اور جو نہیں جانتے وہ جامعہ کے دفترِ تعلیمات سے اعداد وشمار لے کر اندازہ کرسکتے ہیں کہ جب ۱۹۹۷ء میں حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ اور حضرت مولانا مفتی عبدالسمیع صاحب رحمہ اللہ کو شہید کیا گیا تو اس وقت دورۂ حدیث سے فارغ ہونے والوں کی تعداد تقریباً ۲۴۰ تھی اور ان کے بعد حضرت بنوریؒ کی مسندِ حدیث کے ایک اور نمایاں بزرگ، بنوری ٹاؤن کے شجرِ سایہ دار، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کو ۲۰۰۰ء میں درندگی کا نشانہ بناتے ہوئے بنوری ٹاؤن سے چھینا گیا تو اس وقت طلبۂ حدیث کی تعداد میں پہلے سے تقریباً ایک تہائی (۳۴۴) اضافہ ہوچکا تھا اور جب ۲۰۰۴ء کو مسندِ بنوری کی رونق حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ کے سرمایۂ گراں مایہ سے بنوری ٹاؤن کو محروم کیا گیا تو تشنگانِ علوم نبوت کا بنوری ٹاؤن کی طرف رجحان پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ چکا تھا، اُس وقت صرف دورۂ حدیث کے طلبہ کی تعداد پانچ سو سے متجاوز ہوچکی تھی، اسی طرح دیگر شہداء کے خون کی برکت سے طلبۂ دین کی دینی حمیت اور ایمانی

حرارت میں مزید اضافہ ہی ہوتا رہا اور بنوری ٹاؤن کی طرف علومِ دینیہ کے طلبہ کا رجحان ومیلان پہلے سے مزید بڑھتا ہی رہا، چنانچہ ۳۱؍جنوری ۲۰۱۳ء کے حالیہ واقعہ میں جب حضرت بنوریؒ کی مسندِ حدیث کے ایک اور معصوم وخلیق، نفیس وشریف، بے ضرر وگمنام وارث، حضرت مولانا مفتی محمد عبدالمجید دین پوری شہید رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء حضرت مولانا مفتی صالح محمد کاروڑی شہیدؒ اور مولانا حسان علی شہید رحمہم اللہ کو انتہائی بے دردی کے ساتھ ہم سے جدا کرلیا گیا تو اس وقت صرف دورۂ حدیث کے طلبہ کی تعداد ۶۱۳ ہے۔ اضافہ کا یہی تناسب مجموعی تعداد میں بھی ہوتا چلا آرہا ہے، لہٰذا ہمارے دشمنوں کو اس سے اندازہ لگانا چاہئے کہ بنوری ٹاؤن پر کاری سے کاری ضربیں لگانے سے اور بنوری ٹاؤن کے قلب وجگر یا دماغ اور ریڑھ کی ہڈی پر بار بار وار کرنے سے بنوری ٹاؤن کا ''کردار واثر'' محدود ومتاثر ہونے کی بجائے اپنے شہیدوں کے خون سے مزید جلا پاتا ہے اور بنوری ٹاؤن کے اساتذہ اور طلبہ کو بھرپور ہمت وحوصلہ کے ساتھ آگے بڑھنے اور اپنی منزل کی طرف گامزن رہنے کے لئے تازہ جوش وجذبہ ملتا ہے اور بنوری ٹاؤن پر عوام وخواص کے اعتماد میں مزید اضافہ ہی ہورہا ہے۔

بہرحال ہمیں اپنے شہیدوں کی جدائی کا طبعی حزن وملال اپنی جگہ ہے، اس سے بھی انکار نہیں، اگر دشمن یہ سمجھ کر خوش ہوسکتا ہے کہ اس نے ہمارے دلوں اور کلیجوں پر چھریاں چلادی ہیں اور ہماری ریڑھ کی ہڈی پر وار کرنے میں وہ کامیاب ہو چکا ہے تو بحیثیتِ دشمن وہ اُسے اپنی کامیابی گردانے، مگر ساتھ ساتھ یہ یقین بھی کرے کہ الحمدللہ! ہم جن بزرگوں کے پیروکار اور نام لیوا ہیں وہ خونِ شہادت کو قیمتی جانوں کے ضیاع سے زیادہ دینِ اسلام کی بقاء کی ضمانت سمجھتے ہیں اور اس ضمانت کے لئے کام آنے کو اپنے لئے باعثِ فخر وامتیاز گردانتے ہیں۔ اپنے شہیدوں کے خون سے ہمارے ایمان ویقین میں پختگی نصیب ہورہی ہے کہ ہمارے شہیدوں کے مقدس خون سے دین اسلام اور گلشن اسلام (بنوری ٹاؤن) کے کردار واثرات محدود ہونے کی بجائے الحمدللہ وسعت پذیر ہیں۔

اگر دشمنانِ اسلام ہمارے کردار واثرات کو مٹانے کے لئے ہمارے خون کو ضروری سمجھتے ہیں تو اُنہیں پہلے تو محسوسات ومشاہدات کی دنیا میں جاکر دیکھنا چاہئے کہ جتنا خون بہایا جائے گا، خون کے طوفانی سیلاب میں اتنا ہی اضافہ ہوتا رہے گا۔ اس سے بنوری ٹاؤن کے کردار واثرات میں قطعاً کمی نہیں آئے گی، جیسا کہ ہمارا ماضی اور حال اس پر شاہد ہیں۔

البتہ جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کے کردار واثرات کو محدود کرنے کی ایک ممکنہ صورت ہے، جس میں شاید دشمن کو کچھ کامیابی مل سکے، وہ صورت اصحابِ اخدود کے ''غلام'' کی طرح ہم خود بتادیتے ہیں، وہ تدبیر یہ ہے کہ بنوری ٹاؤن کے کردار واثرات کو دو چیزوں سے وسعت مل رہی ہے: ایک وہ

اخلاص وللّٰہیت جس پر بنوری ٹاؤن قائم ہوا ہے۔ظاہر ہے وہ تو حضرت بانیٔ جامعہ اوران کے رب لم یزل کے درمیان ایک تعلق وربط اور معاہدہ ہے، جو دائم رہنے کے لئے قائم ہو چکا ہے، اُسے ختم کرنا دشمنوں اورحاسدوں کے بس میں نہیں ہے۔ دوسری چیز جو بنوری ٹاؤن کے کردار واثرات میں جلا پیدا کرتی جارہی ہے، وہ یہاں کے علماء وطلبہ کا ناحق خون ہے، یہ ناحق خون ایک مادی جان تو چھین لیتا ہے، مگر شہید کے کردار وعمل کو اگلی نسلوں کے لئے محفوظ کرنے کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے۔اگر دشمن چاہتا ہے کہ وہ بنوری ٹاؤن کے کرادر واثرات کو محدود کرنے میں کسی حد تک کامیاب ہوجائے تو اس کا یہی حل ہے کہ جامعہ کے علماء وطلبہ کا ناحق خون بہانے سے باز آجائے اور بنوری ٹاؤن کو زمانہ کے فطری انحطاط کے مقابلے کے لئے چھوڑ دے۔ بنوری ٹاؤن سے وابستہ موجودہ یا آئندہ علماء وطلبہ اگر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاص وللّٰہیت کی چھتری تلے مصروف کار رہے تو وہ کردار کی دنیا میں زندہ سلامت رہیں گے، ورنہ خود ہی زمانے کے فطری انحطاط کی نذر ہوکر گوشۂ گمنامی میں جاگزیں ہوجائیں گے۔ اُنہیں مٹانے کے لئے دشمن کو کسی تدبیر میں الجھنے کی ضرورت نہیں، تقدیر ہی کافی ہوگی۔

بہرکیف ہمارے حالیہ شہداء، پیکر اخلاص وعمل، مجسمۂ تقویٰ وتواضع، مخزنِ علم وتدین، منبعِ نصح و لطف حضرت اقدس مولانا مفتی محمد عبدالمجید دین پوری شہید رحمہ اللہ اوران کے نیکوکار بااعتماد رفیقِ کار، فرض شناس وذمہ دار، دارالافتاء بنوری ٹاؤن کے محور ومدار مولانا مفتی صالح محمد صاحب شہید رحمہ اللہ اور ان کے دنیا وآخرت کے سفر کے ہمراہی وہم رکاب، باوقار وباادب، خادم وشاگرد مولانا حسان علی شہید رحمہ اللہ اوران کے بعد چند دنوں کے فاصلے سے جو طلبہ اس قافلۂ شہداء میں شامل ہوئے، ایک بنوری ٹاؤن کے درجۂ سادسہ کے جواں سال طالب علم روح اللہ باجوڑی اور درجۂ اولیٰ کے دو ننھے منے شہید طلبہ طلحہ فرید کراچوی اور عثمان ابراہیم کراچوی رحمہم اللہ ہیں، وہ بھی اپنے عنفوان شباب اور نوعمری میں اپنے خون سے بنوری ٹاؤن کے کردار واثرت کو جلا بخشنے والے سعادت مند شہیدوں کے قافلے میں شریک وشمار ہوئے ہیں۔ جامعہ بنوری ٹاؤن کے شہیدوں کی تاریخ جب بھی پڑھی جائے گی، وہاں جامعہ کے اکابر ومشائخ شہداء کے ساتھ ساتھ ان نوعمر شہیدوں کو بھی یاد کیا جاتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام شہداء کو اعلیٰ علیین میں رفعتیں اور بلندیاں نصیب فرمائے، چھوٹے بڑے تمام شہداء کے لواحقین وپسماندگان کو صبرِ جمیل اوراس پر اجرِ جزیل عطا فرمائے، آمین

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوْا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَابَدَّلُوْا تَبْدِيْلاً.